

دور حاضر میں اسلامی صحافت کی ضرورت واہمیت

محترم محمد احتشام الحسن

صحافت کی کہانی

انسان ازل سے حالات سے باخبر رہنے کا خواہش مند رہا ہے اس کی یہ خواہش مختلف ادوار میں مختلف طریقوں سے پوری ہوتی رہی ہے۔ شروع میں تحریریں پتھروں اور ہڈیوں پر لکھی جاتی تھیں، پھر معاملہ درختوں کی چھال اور چمڑے کی طرف بڑھا۔ زمانہ نے ترقی کی تو کاغذ او رپریس وجود میں آیا۔ جس کے بعد صحافت نے بے مثال ترقی کی، صحافت سے بگڑی ہوئی زبانیں سدھرتی ہیں، جرائم کی نشان دہی اور بیخ کنی ہوتی ہے، دوریاں قربتوں میں ڈھلتی ہیں، معاشرتی واقعات وحوادثات تاریخ کی شکل میں مرتب ہوتی ہیں۔ بالخصوص نظریاتی اور اسلامی صحافت معاشرہ کی مثبت تشکیل ، فکری استحکام، ملکی ترقی کے فروغ ، ثقافتی ہم آہنگی ، تعلیم وتربیت اصلاح وتبلیغ ، رائے عامہ کی تشکیل ، خیر وشر کی تمیز اور حقائق کے انکشاف میں بہت مدد دیتی ہے۔

''صحافت'' عربی زبان کا لفظ ہے۔ صاحب معجم الوسیط صفحہ 508 پر صحافت کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''یہ ایک ایسا پیشہ ہے جس میں خبروں اور آرا کو جمع کرکے اخبار یا رسائل میں نشر کیا جاتا ہے۔ اس پیشہ کے ساتھ منسلک شخص کو صحافی کہا جاتا ہے۔

صحافت کے لیے انگریزی میں ''Journalism'' (جرنلزم) کا لفظ استعمال ہوتا ہے یہ ''Journal'' (جرنل) سے ماخوذ ہے۔ اردو میں اس کے معنی ہیں ''روزانہ حساب کا کھاتہ اور روزنامچہ'' عصر حاضر میں مروجہ اخبارات اور رسائل پر یہ تعریف مکمل طور پر صادق آتی ہے۔

چھاپا خانے کے رواج کے ساتھ ہی اردو اخبارات کی اشاعت شروع ہوگئی تھی۔ سب سے پہلے 1822ء میں کلکتہ سے لالہ سکھ نے ''جام جہاں نما'' نامی اخبار شائع کیا یہ اخبار اردو اور فارسی زبانوں میں تھا۔ پہلا خالص اردو اخبار مولوی باقر حسین نے ''اخبار'' کے نام سے شائع کیا 1857ء کی پہلی جنگ آزادی میں اس کا کردار اہم تھا۔ دوسرا خالص اردو اخبار سرسید کے بھائی سید محمد نے ''سید الاخبار'' کے نام سے شائع کیا، اس کے بعد پورے ہندوستان میں اخبارات کالامتناہی سلسلہ شروع ہو گیا۔

عوام میں علمی وادبی، سیاسی وسماجی اور تہذیبی وثقافتی بیداری لانے میں جن اخبارات نے ناقابل فراموش کردار انجام دیا۔ ان میں ''زمیندار، کامریڈ، اودھ پنچ، ریاض الاخبار، نور الانوار اور آصفۃ الاخبار'' کا رول نمایاں ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ''الہلال،

تہذیب الاخلاق، کہکشاں اردوئے معلی، مخزن، لسان الصدق، برنگ خیال، ساقی، نظام المشائخ اور عصمت" جیسے اخبارات او ررسائل بھی اس صف میں شامل ہیں۔ جنہیں ہندوستان کی تاریخ صحافت کبھی فراموش نہیں کرسکتی۔ بقول آغا شورش کاشمیری ان اخبارات نے فکر ونظر میں اختلاف کے باوجود ملک میں قومی تحریکیں، قومی مطالبے، قومی تنظیمیں، قومی شخصیتیں، حتی کہ قومی راہ نما پیدا کیے۔ ان کی ہدایت سے اہل قلم کا قافلہ چلا، جن اہل قلم نے ہندوستان کو آزادی اور پاکستان کو وجود مہیا کیا۔ (مضامین شورش، ص:380,379)

دور حاضر میں صحافت کا حال

صحافت ایک امانت ہے، اس کے لیے خداترسی، تربیت واہلیت اور فنی قابلیت شرط اول ہے۔ فی زمانہ بدقسمتی سے بہت سے ایسے لوگوں نے صحافت کا پیشہ اختیار کرلیا ہے جن میں دینی اور اخلاقی اہلیت نہیں، اصول اور کردار کے لحاظ سے وہ قطعاً غیر ذمہ دار اور مغربی یلغار کی حمایت اور لادینی افکار کو نمایاں کرنے میں سر گرم ہیں۔

حضرت مولانا ابوالحسن ندویؒ نے موجودہ صحافت کی جو منظر کشی فرمائی وہ اس بارے میں حرف آخر رکھتی ہے، حضرت رقم طراز ہوتے ہیں: "دور حاضر کی اس غیر ذمہ دارانہ، غیر ثقہ اور ناقص صحافت کی وجہ سے بہت بڑی مقدار میں روزانہ صبح وشام ایسا زہر اتارا جاتا ہے جس کا کوئی تریاق نہیں۔ یہ مسموم اور بیمار صفحات قلب ونظر کو رفتہ رفتہ ایسا ماؤف کردیتے ہیں کہ سنجیدہ، معتدل اور صحیح چیز پسند نہیں آتی، چند سنجیدہ علمی اور ادبی رسائل کو چھوڑ کر سستے قسم کے کثیر الاشاعت رسائل نوجوانوں کے اخلاق اور زندگیوں کو اس سے زیادہ تباہ کررہے ہیں، جتنا طاعون اور وبائی امراض کسی ملک یا بستی میں پھیل کر انسانی نفوس کو تباہ کرتے ہیں، یا چنگیز وہلاکو اپنے مفتوح ممالک میں تباہی وہلاکت پھیلاتے تھے۔ بداخلاقی، عریانی وبے حیائی اور فسق ومعصیت کے یہ جراثیم گھر گھر پھیلے ہوئے ہیں۔ آج کوئی شہر یا قصبہ بھی اس سے محفوظ نہیں ہے۔ اگر کچھ عرصہ تک یہی حال رہا تو قوم اخلاق کی اس سطح پر پہنچ جائے گی جس پر فرانس اور یورپ کی بعض دوسری قومیں پہنچ گئی ہیں۔ اور پھر اسلام کی دعوت ونمائندگی تو الگ رہی، وہ کسی سنجیدہ اور تعمیری کام اور جدوجہد کے قابل نہیں رہے گی۔" (کامیابی ڈائجسٹ، جلد نمبر2 شمارہ نمبر5,6، ستمبر واکتوبر2006ء، مضمون اچھی تحریر کا فن از سید عرفان احمد، بحوالہ : الفرقان)

اسلامی صحافت کی ضرورت واہمیت

موجودہ دور کی صحافت میں گنے چنے افراد کے علاوہ اکثریت لکھنے والے سیکولر اور لبرل ہیں۔ یہ لوگ مغرب کی پوجا کرتے ہیں او رانہیں کے افکار کو اجاگر کرتے ہیں، دین او رمذہب کے خلاف لکھنا ان کا شیوا بن چکا ہے۔ لادینیت اور لامذہبیت ان میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔

حالاں کہ صحافت ایک مقدس اور عظیم الشان پیشہ ہے، جس کے ذریعے ملک وملت کی بہترین خدمت کی جاسکتی ہے۔ اسلامی صحافت قوم کے ذہنوں کی تعمیر میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ ان کی فکری راہ نمائی کا فریضہ انجام دیتی ہے۔ لوگوں کو ظلمات سے نکال کر نور ہدایت کی طرف لاتی ہے، برے کاموں سے روکتی اور اچھے کاموں کی ترغیب دیتی ہے۔

مفتی محمد رفیع عثمانی نے ہفت روزہ "فاتح" کے آغاز کے موقع پر ارشاد فرمایا تھا: " میں سمجھتا ہوں کہ اسلامی صحافت کا بنیادی نقطہ اور محور امر بالمعروف ونہی عن المنکر ہے۔ دوسرے لفظوں میں اچھائی کے فروغ اور برائی کی روک تھام کے لیے علم کے

ذریعہ جدوجہد کرنا اسلامی صحافت کا بنیادی فریضہ ہے۔ یہ فریضہ اتنا عظیم الشان ہے کہ قرآن کریم کی تصریح کے مطابق اس فریضہ کی بجاآوری تمام انبیائے کرام علیہم السلام کی بعثت کے بنیادی مقاصد میں شامل ہوتی ہے۔"(صحافت اور اس کی شرعی حدود)

مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ نے اپنے ایک رسالے میں اسلامی صحافت کو اسوہ حسنہ میں گردانا ہے۔ حضرت فرماتے ہیں:"اگر دنیاوی اصول پر نظر کی جائے تو اخبارات وجرائد نہایت مفید اور کار آمد ذرائع اشاعت ہیں ، بلکہ آج کل قومی اور اجتماعی زندگی کا جز بن گئے ہیں۔ سرور کائنات، فخر موجودات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل میں بھی اس حوالے سے ہمارے لیے اسوہ حسنہ موجود ہے۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ بحوالہ ہند بن ہالہ رضی اللہ عنہ ایک طویل حدیث میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عادات وشمائل بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:" پھر میں نے سوال کیا جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم مکان سے باہر تشریف لاتے تھے تو کیا طرز عمل ہوتا تھا؟ حضرت ہند ابن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ عادت تھی کہ مفید اور ضروری کلام کے سوا ہر کلام سے اپنی زبان کو روکتے اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے الفت ومحبت کا معاملہ فرماتے تھے، ہر قوم کی بڑی تعظیم فرماتے تھے اور اپنی طرف سے بھی اس قوم کا متولی اور امیر مقرر فرماتے تھے۔ لوگوں کو عذاب الٰہی سے ڈراتے تھے۔ لوگوں کے میل جول سے بچتے تھے، مگر اپنے حسن اخلاق اور خندہ پیشانی، کسی سے نہ روکتے تھے اور اپنے صحابہ کی خبر گیری فرماتے تھے۔ لوگوں سے ان واقعات کو دریافت فرماتے تھے جو لوگوں میں پیش آتے تھے او ران میں اچھی باتوں کی بھلائی اور بری باتوں کی برائی اور ضعف بیان کرتے تھے۔"(شمائل ترمذی ، ص:23)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ "حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی کو دیکھتے کہ تین روز سے ملے نہیں تو لوگوں سے پوچھتے تھے کہ وہ کہاں ہیں؟ پھر اگر وہ سفر میں گئے ہوتے تھے تو ان کے لیے دعا فرماتے تھے اور اگر حاضر ہوتے تو ان کی ملاقات کو تشریف لے جاتے تھے اور مریض ہوتے تو مزاج پرسی کرتے تھے۔"(رواہ ابویعلیٰ فی مسندہ از کنزالعمال، ج4، ص:30)

مفتی صاحب ان دواحادیث سے چار باتوں کو اخذ کرتے ہوئے فرماتے ہیں ۔

1...اس لیے سنت تفقد (خبرگیری) کے تحت میں آسکتا ہے۔

2...اس کے علاوہ مسلمانوں کے حقوق کا مطالبہ اس ذریعہ سے سہولت سے کیا جاسکتا ہے۔

3...مسلمانوں کی قومی شکایات ومظالم کو اس کے ذریعہ حکومت تک آسانی سے پہنچایا جاسکتا ہے۔

4...تبلیغی ضرورت اس کے ذریعہ سے بخوبی ادا ہو سکتی ہے۔

(صحافت او را س کی شرعی حدود، ص:29,28)

دور حاضر میں مسلمانوں کے اجتماعی حالات مکمل طور پر بگڑ چکے ہیں۔اس طرف مسلمان مظلومیت کا شکار ہیں ۔ یہود قبلہ اول پر قابض ہیں۔انہوں نے اہل فلسطین کی زمین پر قبضہ کرلیا ہے۔انہیں اپنے گھروں، کھیتوں، زمینوں اور کاروبار سے بے دخل کردیا ہے۔ یہی حال آج شام، برما، افغانستان اور وزیرستان کا ہے، دشمنانِ اسلام جدید ہتھیاروں، میزائلوں، بموں اور طیاروں سے لیس ہوکر مسلم علاقوں پر چڑھائی کررہے ہیں۔ آگ وبارود کی بدستور بارش کررہے ہیں مٹی کے گھروندے پیوند زمین کر رہے ہیں افتادگان خاک لہو رزق خاک بنا رہے ہیں، انسانی جانوں کو زندہ بھٹی میں جلد رہے ہیں۔

تمام اہل دنیا کو علم ہے کہ پاکستان ایک اسلامی ریاست ہے، اس کو اسلامی جمہوریت کہا جاتا ہے، لیکن یہاں ناموس رسالت کا قانون ختم کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ دینی مدارس کے دروازوں پر تالے ڈالے جارہے ہیں، نصاب کو اسلامی تعلیمات سے پاک کرنے کی ناپاک سعی کی جارہی ہے۔ اسلامی تاریخ وتہذیب کو شجر ممنوعہ بنایا جارہا ہے۔ اسلامی اقدار وروایات کو ذبح کیا جارہا ہے، جہاد کو دہشت گردی کا نام دیا جارہا ہے۔ دینی حمیت کا گلا گھونٹا جارہا ہے۔ حق کو چھپایا اور باطل کو پھیلایا جارہا ہے۔ مگر نام نہاد آزاد میڈیا (پرنٹ ہو یا الیکٹرانک) اپنی فن کاریاں دکھارہا ہے۔ اہل قلم، حرف وبیاں کی میناکاریاں کر رہے ہیں، حکم ران اپنے اقتدار کے تسلسل کے لیے طاغوت کی ہم نوائی کر رہے ہیں۔

اس المیہ پر لکھنے والے نایاب نہیں تو کم یاب ضرور ہیں۔ عمومی فضا یہی ہے کہ کوئی بھی مسلمانوں کی حالت زار کو کھل کر بیان نہیں کرتا۔ کوئی کلمہ حق لکھ کر ان مسائل کو عوام الناس کی عدالت میں پیش کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کرتا، حشرات الارض کی طرح اسلامی اخبارات اور رسائل تو بہت ہیں اور خوش آئند بھی ہیں۔ لیکن خلا پر نہیں ہو رہا ہے، چند رسائل او راخبارات کے علاوہ اکثر گزرے ہوئے لوگوں کی تحریریں نقل کرتے ہیں، نئی نسل میں لکھنے والے بہت کم مل رہے ہیں۔

قحط رجالی کے اس دور میں ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم ماضی کی غلطیوں سے سبق سیکھیں۔ صداقت کو رقم کرنے کے لیے قلم وقرطاس کے ساتھ وابستہ ہوں۔ قلم وبیان کے سپاہی بنیں، صحافت کے محاذ کو توانا کریں۔ غیرت، حمیت، سوچ، تقریر وتحریر کے ساتھ صحافت کے میدان میں اتریں اور ان کٹھن کے حالات میں کلمہ حق سر بلند کریں، جہالت اور گم راہی کی تاریکیوں میں شمع یقین وایمان کو روشن کریں۔ معاشرہ میں انقلاب برپا کرنے کے لیے اذان حق بلند کریں، اپنے عقائد ونظریات میں لچک نہ لائیں، نہ ہی زمین حقائق کی دہلیز پر سجدہ ریز ہوں، بلکہ قلم کے ذریعہ اپنے عقائد ونظریات اور دین اسلام کا دفاع کریں۔

آیئے آپ بھی صحافتی میدان میں اتریں، اپنی تحریری صلاحیتوں کے ذریعہ مسلمانوں کی یکجہتی، اسلام کے دفاع اور عظیم تر اسلامی انقلاب کے لیے سر گرم عمل دینی قوتوں کا بھرپور ساتھ دیں۔ دین اسلام اور مسلمانوں کی بقا اور ترقی کے لیے میدان تحریر میں شوق وجذبہ کے ساتھ اپنی کالم نگاری کے ذریعہ ان کا ساتھ دیں، میڈیا اور دجالی پروپیگنڈہ کے اس دور میں مغربی یلغار اور لادینی افکار کے خلاف قلمی جنگ میں ان کے ہم نوا بنیں۔ ملی وحدت، فکری حریت اور شرعی نظام کے اسلامی صحافت کے میدان میں ان کا دست وبازو بن کر طاغوتی قوتوں کا مقابلہ کیجیے۔ قدم اٹھایئے اور وقت کی اس پکار پر لبیک کہیے اور اکابرین کے نقش قدم پر چلتے ہوئے دشمنانِ اسلام پر کاری ضرب لگایئے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اور اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے کمر بستہ ہو جایئے۔

No Copyright Notice.

All the material appearing on this web site can be freely distributed for non-commercial purposes. However, acknowledgement will be appreciated.